بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

مولانا سمیع الحق صاحب ۲۸ نومبر سے مصر وغیرہ کے دورہ پر ہیں اس لئے وہ اداریہ نہیں لکھ سکے۔ مگر مجلس شوریٰ کے حالیہ اجلاس منعقدہ نومبر ۸۳ء میں خارجہ پالیسی پر ان کی مختصر تقریر سے ایک حد تک یہ کمی پوری ہو جائے گی۔ یہ تقریر ۵ نومبر ۸۳ء کو بارہ بجے کمیٹی روم پارلیمنٹ ہاؤس میں ہوئی جسے وفاقی کونسل سیکرٹریٹ نے ضبط کیا۔ ادارہ

مولانا سمیع الحق: جناب والا۔ جہاں تک جناب وزیر خارجہ صاحب نے فرمایا میں اسے انتہائی وجامع اور متوازنا اور ہر پہلو پر سیر حاصل گفتگو انہوں نے پوری دنیا کے بارے میں فرمایا ہے اور واضح اشارات ہمیں دے دیے ہیں اور مجموعی حیثیت سے پاکستان کی خارجہ پالیسی الحمدللہ کہ پوری دنیا اس کو اس وقت متوازن تسلیم کرتی ہے جس میں حقائق کا پورا اور صحیح تجزیہ کیا گیا ہے۔ جذبات سے ہٹ کر ملک کی فلاح وبہبود کے لئے جو لائحہ عمل ہے وہی اختیار کیا گیا ہے۔

مسئلہ افغانستان: سب سے پہلے میں افغانستان کے مسئلہ پر جو متوازن اور حقیقت پر مبنی ہے اور ملک وملت کے مفادات کے لئے جو بہتر سے بہتر صورت ہے وہ پالیسی اختیار کرنے پر میں حکومت پاکستان کو مبارکباد دیتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ افغانستان کے مجاہدین صرف اپنے ملک کا دفاع نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ پاکستان کا دفاع کر رہے ہیں اور ملک سے محبت اور اسلام سے تعلق اور حب الوطنی اور ملی تشخص کا معیار میرے نزدیک اس وقت یہ ہے کہ جو شخص افغانستان کے معاملے میں کیسی پالیسی اختیار کرتا ہے۔ اگر اس کو افغانستان کے مجاہدین اور مہاجرین سے محبت نہیں ہے اور وہ ان لوگوں کے تعاون کو صحیح نہیں سمجھتے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کو اس ملک کا محب وطن قرار دیا جا سکے۔ اسلام کا تقاضا ہے اور اسلام کا حکم ہے کہ جہاں بھی عالم اسلام کی ایک بالشت زمین پر بھی کسی غیر مسلم کی حکومت آگئی اور اس کی آزادی سلب کی جائے گی تو پورا عالم اسلام اس کے لئے ایک جان کی طرح اٹھ کھڑا ہوگا۔ کیونکہ ملت مسلم جسد واحد ہیں۔ تو ہماری خارجہ پالیسی کا بنیادی اصول یہی ہونا چاہئے کہ جہاں بھی عالم اسلام کے کسی خطے پر کسی ٹکڑے پر جس حصے پر بھی مصیبت آئے تو ہم اس کے لئے اس کی پشت پر کھڑے ہوں اور اس کی مدد کریں۔ یہ اسلام نے ہمیں واضح اصول دیا ہے کہ اگر ایک بالشت زمین پر مشرق میں کافر کا قبضہ ہو جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ